ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۴) مطبوعہ ۲۰ ۔ اگست سنہ ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اپنے فضل سے اِس قدر مینہہ برسایا کہ قحط سالی کی سختی دور ہوتی جاتی ہے۔ گذشتہ ہفتہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرکار کے امدادی کاموں پر کام کرتے ہیں اور جو مفت مدد لیتے ہیں اُن کا شمار بہت کم ہو گیا ہے ✣

تمام ہندوستان میں پندرہ لاکھ آدمی امدادی کاموں میں کام کر رہے ہیں اور اُسی قدر مفت مدد لیتے ہیں ✣

اُمید قوی ہے کہ فصل اچھی ہوگی۔ جو اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر اُگاتا ہے اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا ہے (متی ۵: ۴۵) اُسی کا نام مبارک ہو ✣

ریلوں وغیرہ کے ذریعہ سے ہندوستان کے تمام علاقے ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو گئے ہیں۔ اگر ریل نہ ہوتی تو پنجاب میں قحط سالی نہ ہوتی۔ پنجاب کا اناج ممالک مغربی و شمالی اور ممالک متوسط وغیرہ کو روانہ ہوتا رہا ہے ورنہ پنجاب میں اناج کا نرخ ایسا گراں نہ ہوتا۔ اگر گذشتہ زمانہ کی سی حالت ہوتی تو پنجاب کے لوگ تو آسودہ رہتے مگر باقی علاقوں میں زیادہ لوگ فاقہ سے مرتے۔ خود غرضی تو کہتی ہے کاش ریلیں نہ ہوتیں۔ لیکن خود غرض دور اندیش نہیں ہے۔ کیا جانے چند برسوں بعد خدا کو مناسب معلوم ہو کہ پنجاب پر سخت قحط بھیجے۔ خدانخواستہ اگر ایسا وقت پنجاب پر آن پڑے تو اُسوقت پنجاب کے لوگ اُن ریلوں کے لئے جو اُن کے واسطے اناج لے آئینگی کس قدر خدا کے شکر گذار ہونگے ✣

امریکہ سے ایک جہاز کلکتہ میں پہنچا ہے جو مکی سے بھرا ہوا ہے۔ پادری آر۔ بی۔ ہوبس صاحب ڈی۔ ڈی۔ جنہوں نے مکی کے خریدنے کے واسطے امریکہ میں روپئے جمع کئے اسوقت اُس اناج کو تقسیم کر رہے ہیں۔ سرکار کی طرف سے یہہ عمدہ انتظام ہوا ہے کہ اگر کسی ضلع کے مجسٹریٹ صاحب سفارش کرینگے تو بلا کرایہ یہہ مکی وہاں ریل کے ذریعہ پہنچائی جائیگی۔ اغلب ہے کہ یہہ مکی اکثر ممالک متوسط میں تقسیم کی جائیگی کیونکہ وہاں زیادہ ضرورت ہے ✣

نہ صرف ہندوستان کے تمام علاقے ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے ہیں بلکہ ساری دُنیا کے مختلف حصے ایکدوسرے سے دور نہیں رہے ہیں۔ وہ اس قدر ایکدوسرے کے قریب ہو گئے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ کا روپیہ اور اناج بہ آسانی ہندوستان میں پہنچے اور بہتیرے فاقہ سے بچ جاویں ✣

تجارت وغیرہ کے لحاظ سے دُنیا کے تمام لوگ ایک قوم کی مانند بن جاتے ہیں۔ اُمید قوی ہے کہ رفتہ رفتہ تمام حدیں جو مذاہب اور اخلاق اور سوشیل دستوروں کے لحاظ سے بنی آدم کو ایک دوسرے سے الگ رکھتی ہیں دور ہو جائینگی۔ مسیحی مذہب کا یہہ تقاضہ ہے۔ انسانیت کے لحاظ سے خداوند مسیح تمام دنیا کے لئے ایک عالمگیر شخص تھا۔ اگرچہ وہ یہودیوں میں پیدا ہوا تاہم اُس کی زندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کا رشتہ خاص کر یہودیوں سے نہ تھا بلکہ تمام بنی آدم سے تھا۔ اُس کے وسیلے سے دو بڑے بھاری عقیدے دُنیا میں قایم کئے جاتے ہیں جو دو نہیں بلکہ ایک ہی ڈھال کے دونوں رُخ ہیں یعنے ابیت خدا اور اخوت انسان۔ ریلوں اور جہازوں اور اخباروں اور تار برقی اور دور دور ملکوں کی باہمی تجارت کے وسیلے سے دُنیا تیار ہوتی جاتی ہے کہ تمام قومیں خداوند مسیح کے پیرو ہو کر اپنی اپنی خاص حدوں کو ڈھا دیں اور اُس میں ایک ہو جائیں۔ تب پوری طور سے وہ بات ثابت ہوگی جو کسی قدر اِس قحط

سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اول۔ سطر ۱۲ ✣

نورافشاں

پادری- اے- ایچ یونگ صاحب- ایم- اے- ایڈیٹر
پادری ایچ- گولکناتھ صاحب
پادری طالب الدین صاحب- بی- اے + پادری- پی سی- اوپل صاحب جائنٹ ایڈیٹرز

نئی محمدیت

مذہب عیسوی کی صداقت بھری روحانی تعلیم میں وہ ایک مقناطیسی تاثیر ہی کہ جس کی بدولت ایک غیر مقلد بھی جو اُسکا مطالعہ کرتا ہی اور حق کا جویاں ہو اپنے دینی خیالات کا ڈھانچ مسیحی خاکہ میں ہی رنگ لیتا ہی- چنانچہ اُس کی تصدیق میں ہم ہندؤں کے فرقوں میں سے برہمو سماج کا یہی حال دیکھتے ہیں چنانچہ اُس کا رخ اور توجہ جب روحانی تعلیم کے حاصل کرنے کی طرف ہوئی تو روح القدس اور مجازی ابن اللہ بننا اور نئی پیدایش کا بیان اُن کے زبان زد ہوا- بلکہ اپنے اصول عقاید میں مسیحی تعلیم کو ایک جزو اعظم قرار دیا ہی- اُن کی روحانی تعلیم کا مبدا انجیل مقدس ہی اور وہ اُس سرچشمہ کا جسے اُن کی تعلیم نکلی انکار بھی نہیں کرتے- اور ہم ہمیشہ اُن کے لئے دعا بھی کرتے رہتے ہیں بلکہ اُن کی نسبت یہہ آس بھی رکھتے ہیں کہ جب وہ عیسویت کی روح کے اِس قدر نزدیک آپہنچے اور اپنے ملحوظ خاطر رکھتے ہیں تو کبھی نہ کبھی وہ کل جسمانی ہتھیاروں کو چھوڑ کر جن سے اُن کی روحانی تعلیم میں کچھ نہ کچھ نفسانی آلایش ملی ہوئی ہوتی ہی مسیحی دین سے پورا شرف حاصل کریں گے- مگر محمدیوں میں ابتک یہہ ترقی تبدیل صورت نہ دیکھی گئی تھی- وہ تو قرآن کے متعلق اپنی اسلاف کے پیچھے علم تفسیر اور حدیث میں ہی محو اور مستغرق رہے اور مذہب عیسوی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا کئے- مگر موجودہ زمانہ روشنی میں ایک نیا شگوفہ کھلتا نظر آتا ہی پہلے ہی پہلے تو سر سید احمد نیچری نے فری تھنکر یا آزاد خیال کے لباس میں ایک قدم آگے رکھکر دکھلایا- مگر اب مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اپنا نیا پنتھ کھڑا کیا ہی اور گو قرآن کی تعلیم کا اپنے کو پابند سمجھتے ہیں- مگر انجیل مقدس کے مطالعہ سے وہ اثر اُن کے دل میں گھر کر گیا ہی کہ اپنے خیال کے ادا کرنیمیں بجز اس کے کام نہیں چلتا- اُس کی صداقت بھری تعلیم کی آڑمیں ہو کر اُسیکے روحانی الفاظ سے کام لیا ہی- اور فضایل قرآنیہ کا خاکہ کھینچا ہی اور- جمال ہمنشیں درمن اثر کرد + وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم- کا مصداق بنے ہیں حتےٰ کہ قرانی الفاظ میں تفسیر کے حاشیے چڑھا کر وہ جان ڈالی ہی جس کا ماخذ انجیل مقدس ہی- چنانچہ جلسہ اعظم مذاہب یا دہرم مہوتسو میں جس میں ہندو اور مسلمان علما شریک تھے اور جس کا انعقاد گذشتہ سال بمقام لاہور میں ہوا آپ علاوہ طبعی اور اخلاقی حالتوں کے بیان کرنے کے بعد تیسرے سوال کے جواب میں یعنے کہ روحانی حالتیں کیا ہیں- ان کا منبع اور سرچشمہ نفس مطمئنہ بیان کرکے ایک قرانی آیت پیش کرتے ہیں اور پھر اسپر اپنی تفسیر گویا متن پر اپنی شرح کا حاشیہ جو مسیحی تعلیم سے مملو ہی چڑھا کر یوں اضافہ کرتے ہیں- پہلے بہشتی زندگی کا آغاز اسی دنیا سے شروع ہونا بتاکر (چنانچہ اس کی تصدیق میں دیکھو شروع باب دوم افسیوں کا خط- اور اُس نے ہمکو اس کے ساتھ اُٹھایا اور مسیح عیسیٰ میں شامل کئے ہوئے آسمانی مکانوں پر اس کے ساتھ بٹھایا۔") انسان کی پیدایش اور تبدیلی کا ذکر فرماتے ہیں- چنانچہ یہہ کہ جب نفس لذاتہ انسان کا اُس درجہ پر آجاتا ہی کہ پوری کامیابی حاصل کرے تو اب تمام نفسانی جذبات خود بخود افسردہ ہونے لگتے ہیں- اور روح پر ایک ایسی طاقت افزا ہوا چلنے لگتی ہی- (ذرا ہوا کے لفظ پر غور کیا جائے چنانچہ مسیح نے نقودیمس کو نئی پیدایش کے بارے میں کہا کہ "ہوا جدہر چاہتی ہی چلتی ہی- اور تو اُس کی آواز سنتا ہی- پر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہی- ہر ایک جو روح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہی") جس سے انسان پہلی کمزوریوں کو ندامت کی نظر سے دیکھتا ہی- اُسوقت انسانی سرشت پر ایک بھاری انقلاب آتا ہی جو عادات میں ایک تبدل عظیم پیدا ہوتا ہی اور انسان اپنی پہلی حالتوں سے بہت ہی دور جا پڑتا ہی + دھویا جاتا ہی- اور صاف کیا جاتا ہی (ان لفظوں پر بھی غور کیا جائے دھویا جاتا اور صاف کیا جاتا- چنانچہ دیکھو یوحنا کا خط پہلا باب ۵ آیت) اور خدا نیکی کی محبت کو اپنے ہاتھ سے اُس کے دل میں لکھ دیتا ہی- اور بدی کا گند اپنے ہاتھ سے اُس کے دل سے باہر پھینک دیتا ہی- سچائی کی فوج سب کی سب دل کے شہرستان میں آجاتی ہی اور فطرت کے تمام برجوں پر راستبازی کا قبضہ ہو جاتا ہی- اور حق کی فتح ہوتی ہی- وغیرہ + اور پھر آگے چلکر انجیلی عہد فضل کے متعلق جو تعلیم ہی اُس کے بھی قایل معلوم ہوتے ہیں چنانچہ عطیہ ایمان اور کفر اور بدکاری اور معصیت سے نفرت خدا کے فضل اور رحمت کا باعث بتلایا ہی اور روح القدس جو خدائے واحد کی ذات میں تیسرا اقنوم ہی اُس کے بھی قایل معلوم ہوتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ انسان کو سچی طہارت اور پاکیزگی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک آسمانی مدد- یعنے (روح القدس) اس کے شامل حال نہ ہوں + اور پھر آگے چلکر روح القدس کی تاثیر جو انسان پر پڑتی ہی- اُس کا یوں ذکر کرتے ہیں کہ جب انسان اپنی صلاحیت سے نااُمید ہو جاتا اور اپنی مرض کو ناقابل علاج سمجھ لیتا ہی- (ذرہ اس فقرہ پر بھی غور کرنا- یعنی اپنی مرض کو ناقابل علاج سمجھ لیتا ہی) اس سے صاف مترشح ہی کہ مرزا صاحب اپنے دل میں اسبات کے قایل ہیں کہ انسان کی ذاتی حالت گنہ آلود ہی- اور کہ وہ اپنی باطنی ترقی خواہ بذریعہ صحبت معاشرت متوثر ہو- خواہ ترقی علم و عقل خواہ اخلاقی کوششیں اور تعلیم خواہ روشنی



تہذیب خواہ بذریعہ دیگر وسایل مطلق نہیں کرسکتا جب تک کہ فضل کا سایہ اس پر نہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب انسان کا وقت مقدر پورا ہوجاتا ہے تو رات کو یا دن کو یکدفعہ ایک نور اُس پر نازل ہوتا ہے اور اُس نور میں الٰہی قوت ہوتی ہے اُس نور کے نازل ہونے کے ساتھ ہی ایک عجیب تبدیلی اندر پیدا ہوجاتی ہے اور غیبی قوت کا ایک قوی تصرف محسوس ہوتا ہے - اور ایک عجیب عالم سامنے آجاتا ہے اُس وقت انسان کو پتہ لگتا ہے - کہ خدا ہے اور آنکھوں میں وہ نور آجاتا ہے جو پہلے نہیں تھا - اس متذکرہ بالا بیان کا مقابلہ پولوس رسول کی تبدیلی حالت کے ساتھ جس کا ذکر اعمال ۹ باب میں درج ہے کرلو - چنانچہ ۳ اور ۴ آیات میں لکھا ہے اور جاتے جاتے ایسا ہوا - کہ جب دمشق کے نزدیک پہنچا - تو یکبارگی آسمان سے ایک نور اُس کے چوگرد چمکا تب وہ زمین پر گر پڑا یعنے - غرور اور تکبر کے عوض - خشوع وخضوع اور عجز اور انکساری اُس میں پیدا ہوئی اور اُس نے ایک آواز سنی جو اُسے کہتی تھی اے ساؤل اے ساؤل - تو مجھے کیوں ستاتا ہے وغیرہ +

پھر مرزا صاحب اس راہ کے حاصل کرنے کا طریق بتلاتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ روحانی امور کے لئے صراط المستقیم کی تلاش کریں - جیسا کہ ہم اپنی زندگی کے تمام امور میں اپنی کامیابیوں کے لئے صراط مستقیم کی تلاش کرتے رہتے ہیں - . . . . . . اور وہ یہہ ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی معہ اپنی تمام قوتوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرکے پھر خدا کے وصال کے لئے دعا میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعہ سے (یعنے نہ اپنی منطق اور فلسفہ سے) پاویں - اِس صراط مستقیم کے متعلق مرزا صاحب ایک بھاری صداقت کو فروگذاشت کرتے ہیں یعنے پیشتر کہ باریتعالیٰ کی راہ میں ہم سب کچھ وقف کردیں اور اُس کے وصال کو حاصل کریں ایک مقدم شرط یہہ ہے - کہ انسان اپنی مُردہ حالت اور اپنی معصیت اور اس خطرے سے جو گناہ کے باعث اُس پر طاری ہے آگاہی پاوے - اور خدا کے سامنے حقیقی تائب اور نادم ہو مگر مرزا صاحب جو آیت قرآنی سورہ فاتحہ میں سے اور پھر ایاک نعبد وایاک نستعین پیش کرتے ہیں اُس میں پرستش کرنے والے کی کوئی نیت ظاہر نہیں ہوتی - آگے چلکر مرزا صاحب استقامت کے لفظ کی تشریح کرتے ہیں یہہ کہکر - کہ کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے - جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے - وغیرہ اور پھر فرماتے ہیں کہ یہہ دروازہ نہایت تنگ ہے اور یہہ راہ نہایت دشوار گذار ہے بھلا کیوں نہو مسیح کہتا ہے تنگ دروازہ سے داخل ہو راہ حق اور زندگی میں ہوں پھر آگے چلکر فرماتے ہیں کہ انسان صدق اور اخلاص سے خدا کے آستانہ پر نہیں جھک سکتا - جب تک وہ نہ مرے - چنانچہ فرماتے ہیں - پس سچ تو یہہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں زندہ خدا نظر نہیں آسکتا خدا کے ظہور کا وہی دن ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے ہم اندھے ہیں جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہوجائیں - ہم مُردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مُردہ کی طرح نہ ہوجائیں =

مرزا جیو صاحب مسیحی تعلیم کے بہت نزدیک تو آگئے مگر افسوس اب تک اُس صداقت کو نہیں پہنچے جس کا ذکر قلسیوں کے خط ۳ باب میں مرقوم ہے پس تم مسیح کے ساتھ جی اُٹھائے گئے ہو تو اُن چیزوں کی تلاش میں رہو جو اوپر ہیں - جہاں مسیح خدا کے دہنے بیٹھا ہے اوپر کی چیزوں سے دل لگاؤ اور نہ اُن چیزوں سے جو زمین پر ہیں - کیونکہ تم مرگئے ہو - اور تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں چھپی ہوئی ہے وغیرہ مسیح کی موت جو ہمارے لئے بطور قربانی کے فدا ہوئی جب تک ہماری موت نہ ہوجائے تو وہ استقامت جس کا مرزا صاحب ذکر کرتے ہیں جو ہمارے نفسانی جذبات پر غالب آوے ہرگز پا نہیں سکتی - پولوس رسول خط رومیوں میں پہلے گیارہ ابواب میں نفسانی موت کا ذکر کرتا ہے جو مسیح خداوند میں واقع ہوتی ہے اور پھر بارہویں باب میں - جب ایسی نفسانی موت انسان کی حالت میں واقع ہوئی تو پھر کہتا ہے کہ پس اے بھائیو میں خدا کی رحمتوں کا واسطہ دیکے تم سے التماس کرتا ہوں، کہ تم اپنے بدنوں کو گذرانو تاکہ ایک زندہ قربانی مقدس اور خدا کے لئے پسندیدہ ہو کہ یہہ تمہاری عقلی عبادت ہے - پس یہہ آیت یعنے - بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن اور یہہ آیت قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

مرتبہ مطمئنہ تک ہم کو نہیں پہنچائیگی - جب تک مسیح کی موت ہماری موت نہ ہوجائیگی + آیندہ ہفتہ ہم نئی پیدایش کا ذکر کرینگے اور جو معنے اُس کے انجیل میں مفہوم ہیں - اُس کو علم سائنس کے رو سے ثابت کرینگے اور یہہ دکھلائینگے - کہ مسیح خداوند کے بغیر نئی پیدایش حاصل نہیں ہوسکتی - اور مرزا صاحب کی نسبت ہماری یہہ دعا ہے - کہ جب اُنہوں نے محمدیت کے دائرے میں ایک برہمو سماج کا فرقہ قایم کیا ہے اور مسیحی مذہب کے آستانہ کے نزدیک آچکے ہیں کہ خدا وہ دن جلد لاوے - کہ مرزا صاحب مذہب عیسوی سے شرف حاصل کریں +

باپ میرے تیری مرضی ہو

"اور کیا تم نے نہ جانا کہ مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا اور کام کرنا ضرور ہے" کیا کبھی آپنے غور کیا کہ یہہ ہمارے خداوند کے سب سے اول کلمے ہیں جنکا ذکر پایا جاتا ہے؟ کیا آپ نے اُس کے آخری کلمے بھی سنے ہیں - یوحنا ۱۹ باب ۳۰ آیت دیکھئے - "پورا ہوا" - بیشک وہ سچ کہہ سکتا تھا "میں اُس کام کو جو تو نے مجھے کرنے کو دیا ہے تمام کرچکا" - یوحنا ۱۷: ۴ - اُس کی زندگی کی اول غرض ان الفاظ سے ظاہر ہے "دیکھ میں آتا ہوں تاکہ اے خدا تیری مرضی بجالاؤں" عبر ۱۰: ۷ - پھر دیکھو زبور ۴۰: ۸ "اے میرے خدا میں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں"

کہتے ہیں کہ خدا کا ایک بوڑھا خادم روزمرہ کئی سالوں تک یہہ دعا کرتا رہا - اے خداوند مجھے بتلا کہ میں اس دن کے پہنچنے میں کیا کروں تاکہ جب میری زندگی کی رات آپہنچے میں یہہ کہنے کے لایق ہوؤں کہ "میں اپنے بادشاہ کا کاروبار کرتا رہا" +

مرسلات

الکتاب اور نیچر میں مطابقت

بابو منشی چندر دت صاحب ایک مشہور مصنف نے جو برہمو دھرم کے لیڈر ہیں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام **ہاف آور ود نیچر** ہے۔ منشی مشہور رام نند صاحب اڈیٹر کوہ نور لاہور اور جموں گزٹ جموں کشمیر پنجاب نے جو برہمو ہیں اردو زبان میں اُس کا ترجمہ کیا ہے اور اُس ترجمہ کا نام **مطالعہ فطرت** قرار دیا ہے۔ دونوں زبانوں میں کتاب مذکور کثرت سے شایع اور ذایع ہے۔ اور یہہ کہ سادہ لوح لوگوں میں اپنا کام کر رہی ہے +

جب مدت تک کسی مسیحی متکلم کو اُس پر ریویو کرنے کی فرصت نہیں ہوئی۔ تو ہیچمدان راقم نے اُس پر نمبر وار **ریویو** کیا ہے اور کشف الحقایق نام ماہ واری مسیحی رسالہ میں جو بمبئی سے نکلتا ہے۔ درج ہوا ہے اُس کی تفصیل حاشیہ میں ہے۔

(۱) کشف الحقایق جلد اوّل نمبر ششم مطبوعہ یکم جولائی ۱۸۹۵ء ساٹھ صفحہ کے حجم میں۔
(۲) ایضاً - جلد دوم نمبر ششم مطبوعہ یکم جولائی ۱۸۹۶ء آٹھ صفحہ کے حجم میں۔
(۳) ایضاً جلد سوم نمبر اوّل یکم مئی ۱۸۹۶ء آٹھ صفحہ کے حجم میں۔

اس سلسلہ کا آخری نمبر جو تیرہ صفحوں پر ہے یکم اگست سنہ رواں کو شایع ہوگا +

بات یہہ ہے کہ مصنف ممدوح یعنے دت جی نے اور مترجم موصوف اعنی نند جی نے کتاب مذکور میں نیچر ہی نیچر کی دوہائی دی ہے اور کتاب مقدس کو تحقیر کی راہ سے پرانا الہام اور کتابی الہام کہہ کر تمسخر میں اڑایا ہے۔ ہم نے اپنے سلسلہ میں پہلے اس بات کو نہ صرف دلیلوں اور برہانوں سے بلکہ گویا **استقرا** سے جو دلایل اور براہین کا گڈ مڈ ہو ثبوت کے اوج عروج اور معراج پر پہنچایا ہے۔ کہ صحیفہ نیچر اور اقدس کتاب کا آتھر ایک ہی ہے اور یہہ کہ انجیل اُس کی کلام ہے اور نیچر اُس کا کام ہے۔ اور دونوں میں کلی اور جزوی مطابقت اور موافقت ہے۔ ہاں جیسا کہ نیچر کے بعض عقدے لاحل ہیں اور کسی بشر کو اب تک اُس پر کلی دسترس نہیں ویسا الکتاب کے بعض **راز** بھی لاینحل ہیں الہامی انسان کے اور اُس پر کوئی غیر الہامی آدمی قادر نہیں +

فروعی مسائل سے قطع نظر کر کے اصل الاصول مسئلہ یعنے خدا باپ کی پاک ہستی اور اُس کے وجودِ امجد کو نیچرل لا اور کتاب اقدس کی تعلیمات سے ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔ اور جس قدر فروع کی قسم سے مسایل ہیں سب اس اصولی مسئلہ کے ضمن میں تعبیہ اور درج ہیں ملاحظہ ہو رومیوں باب اوّل آیات نوزدہم و بستم۔ چنانچہ یکم مئی سنہ حال کے کشف الحقائق کے ایک پیراگراف میں ہم نے یوں عرض کیا ہے۔ کہ

اب ہم دت جی اور نند جی برہمو دھرم والوں سے جو مسیحی دین کے خوشہ چین ہیں قطع نظر کر کے مگر ایک منٹ بھر کے لئے عموماً اپنے ناظرین غیر متعصب کو مخاطب کر کے عرض کرتے ہیں کہ تمام موجوداتِ محسوسات پارسی اور ہندو قوم کا معبود یعنے چہرہ پردازِ جہاں شمس اور اُس کا خوشہ چین قمر۔ ستارے۔ سیارے۔ آسمان۔ زمین۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ پہاڑ اور دریا وغیرہم لاانتہا چیزیں جو ہم اپنے گرد و پیش دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں سب کی سب مخلوقِ الٰہی ہیں۔ اِس نظر سے وہ سب خدا کے کام کہلاتے ہیں۔ اور نیز کائنات مذکورہ کے باہمی تعلقات (ریلیشنز) سے وہ تاثیرات عجیبہ و غریبہ اور نتائج حقہ جو علوم متعارفہ اور ٹروتھ (صداقت) قرار پاچکے ہیں ہو اللہ الحی القیوم کے افعال ہیں۔ نیک آدمی کی علامتوں میں سے ایک علامت یہہ ہے کہ اُس کے افعال اور اقوال میں کلی موافقت اور مطابقت ہو۔ ہو اللہ الحی القیوم کے افعال مذکورہ الصدر میں **الکتاب** کے اقوال کے ساتھ جس کو ہمارے نوجوان برہمو دھرمی دت جی اور نند جی پرانا الہام فرماتے ہیں کلی موافقت اور مطابقت ہے جو حقیقی یک اللہ العالمین کا **کلام** ہے۔ اگر کوئی عیسائی واعظ کے نازک اور مشکل درجہ پر ہو کر مذکورہ بالا موافقت اور مطابقت کو ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اُس کو بریلی روہیل کھنڈ کے تھیولوجیکل کالج میں ڈاکٹر اسکاٹ صاحب وال کے پرنسپل سے تعلیم پانی چاہئے جو اِس ہیئت کے سکھانے کے اُستاد ہیں۔ اور اگر واعظ مذکور ایسا بھی نہیں کر سکتا تو اُس کو مسیحی واعظ کہلانے سے شرم لازم ہے۔ پاپی پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے کوئی اور دھندا اور پیشہ جو بُرا نہ ہو میں اختیار کرے مسیحی دین کو للہ بدنام نہ کرے۔ اگر ایسا کرے تو مسیحی سوسائٹی پر اُس کا بڑا احسان ہوگا۔ **انتہیٰ**۔

الغرض مشاہیر اہل اسلام میں سے اکثروں نے اِس سلسلہ کو پسند کیا اور اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ کشف الحقایق کی غرض بھی ہے۔ کہ مسیحی دین کے جواہر زواہر اور دُرر اہل اسلام میں جلوہ گر اور نورافشاں ہوں +

ہمارے ایک عزیز نے جو اپنا نام نامی اور گرامی جے بی ایل از بمبئی رکھتے ہیں مندرجہ حاشیہ نورافشاں میں سی دیکھہ زبور کی بجد ہم آنت کے خلاف مسیحی واعظوں پر طعنہ زنی کا عنوان قایم کر کے ایک مضمون ارقام فرمایا ہے اور ہیچ میرز کے پیراگراف مذکور سے اللہ لین والی عبارت مذکور کو چھپر کر دعویٰ مذکور کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ناشایاں باتیں بھی لکھی ہیں +

جلد بست و پنجم نمبر بست و ششم - مطبوعہ بست و نہم جون سنہ رواں

بات یہہ ہے کہ ہمارا روئے سخن کسی کی طرف نہیں ایک جنرل ریمارک ہے جو پہلے خود نیاز مند پر وارد ہوتی ہے۔ کیونکہ خاکسار بھی حقیقی مسیحی واعظوں کا خاک پا ہے۔ حتیٰ کہ اٹھائیس سال سے آنریری منسٹر آف دی ہولی گاسپل کی خدمت کے لئے آرڈی نیشن پائے ہوئے ہے۔ اور یہہ کہ بتیس برس سے خدا و مسیح کا ایک خون خریدہ غلام ہے پس اُن مسیحی واعظوں کے لئے ایک سبق ہے جو فلپیوں باب اوّل آیت ہجدہم کے مصداق

بن کہ نیچر اور الکتاب میں موافقت اور مطابقت کرنی ہنوز نہیں جانتے۔ موجودہ زمانہ بکا چوندہ دلانے والی روشنی کا زمانہ ہے - اور سائنس اور مذہب میں ایک معرکہ پڑا ہوا ہے - اور یہہ کہ ہر ایک مذہب والا ان دنوں یہی ادعا کر رہا ہے کہ ہمارا مذہب نیچرل لاز کے ساتھ کلی اور جزوی مطابقت اور موافقت رکھتا ہے - ایسی حالت اور ایسے زمانہ میں ایسے مسیحی واعظ چاہئیں - کہ نہ صرف غیر مذاہب والوں کی مانند صرف چناں چنیں ہونے کی لن ترانی ہی ہانکیں - بلکہ حقًا اور حقیقتًا مسلّم الثبوت کے اوج عروج کے معراج پر پہنچا کر بھی دکھا دیں - کہ نیچرل لاز اور کتاب مقدس میں موافقت اور مطابقت یوں ہے اور یہہ ہے - مثال جس کو روح القدس نے مسیحی خدمت کے لئے منتخب اور مخصوص کیا ہے - اُس کے لئے یہہ امر آسان بلکہ سہل بھی ہے - اور وہ جو اُس غیر فانی تاج کے فخر سے محروم اور بے نصیب ہے - وہ ناحق کی بحثیں بنا کر اصل مطلب کی جانب توجہ اور میلان نہیں رکھتا ۔

الحاصل صاحب راقم جے بی الن ازبسکہ گرکتاب قدرت اور نیچر یا یوں سہی کہ مطالعہ فطرت پر النظر یا ریک مارک لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے تو گویا ایک عمدہ کام کو انجام دیتے - اور نہ گورنہ بلا پیرایہ ان کو تحریف کر کے اس قسم کی باتوں کی تحریر کے لئے اپنے عزیز اور قیمتی اوقات نہ صرف کرتے - جیسا کہ کہا کرتے کہ لاتقربوا الصلوٰۃ - یعنے نماز کے نزدیک مت جاؤ - حال آں کہ لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ یعنی نماز کے نزدیک مت جاؤ درحالے کہ تم نشہ کی حالت میں ہو - یا اسی طرح پر کہا کرتے ہیں کہ کانا من الکاذبین یعنے یک چشم یا واحد العین آدمی کاذبوں میں سے ہے اور اسی نہج سے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ کلا وصونٌ تعلمون اعنی داڑھی منڈوا کر صاف رکھا کرو - حال آں کہ ان پچھلے دونوں فقروں کے معانی کچھ اور ہیں - مگر محرّفین لوگ یوں تحریف اور تصحیف کر کے کچھ کے کچھ معنی نکال لیا کرتے ہیں ۔

بہرحال آپ کی اور ناشایاں اور ہرزہ بحث خلاف صداقت باتوں کا جواب بیشتر تر ہی بیہودہ اور سوال کی تفصیل مدرس میں ہے ہم اب اوا کرنا فضول اور عبث سمجھتے ہیں - اور ہم کو اُمید ہے کہ نورافشاں کے ناظرین میں سے کوئی ناظر یا پانچوں ایڈیٹروں میں سے کوئی ایڈیٹر اس تحریر کے متعلق کل تحریریں* ملاحظہ فرما کر جھٹ نہ دیں گے تا کہ آئیندہ طول کلامی نہ ہو ۔

راقم رجب علی پنجابی

وارد حال جزیرہ بمبئی { ثم الدکنی یادگار خاندان فیضی ابوالفضل سپرنٹنڈنٹ حیدرآباد دکن اور آنریری سیکرٹری دی ہولی گاسپل

بقیہ

خوش مزاجی کی برکتیں ۔

اگر مسیح خوشی کے چشمے اونکی قوائے میں جاری نہ کرتا اور صرف یہی حکم دیتا کہ تم خوش رہو تو یہہ بالکل بے فائدہ ہوتا - اُس نے اُن کی زندگی سے غم و مصیبت کو معدوم کر دیا بلکہ یہہ کہا کہ دنیا میں تمہارے لئے مصیبت ہے - اور نہ یہہ مذہب عیسوی انسانی قوت مدرکہ کو بیحرکت و مردہ کر دیتا ہے ایسا کہ مسیح کے دوست غم و تکلیف کو مثل دُنیا کے اور آدمیوں کے معلوم نہیں کرتے - برعکس اس کے وہ دل کو اور نرم کر دیتا ہے یہاں تک کہ اُس پر زندگی کی مصیبتوں کا اثر بہ نسبت اُس دل کے جو محبت آلہی سے نرم نہیں ہوا زیادہ ہوتا ہے - ہم مسیح کی خوشی کے راز کو اُسی کی باتوں سے جو اُس نے آخر مرتبہ بالاخانہ پر جبکہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ گتسمنی کے باغ میں جاتا تھا کہا - سیکھتے ہیں - یہہ باتیں میں نے تمسے کہیں تا کہ مجھ میں تم آرام پاؤ - دُنیا میں تمہارے لئے مصیبت ہے لیکن خوش ہو میں نے دُنیا کو فتح کر لیا ہے - ہم اِس عالی کلام کے آخری لفظوں میں وہ عقیدہ راز مسرت جس کا وہ حکم دیتا ہے پاتے ہیں میں نے دُنیا کو فتح کیا ہے - اُس نے دُنیا کا اُس کی ہر ہولناک زور و قوت میں مقابلہ کیا اور ہر مرتبہ اُس پر فتحیاب رہا - یوں وہ دنیا کے جھگڑوں میں ہماری پناہ ہونے کے لایق ٹھہرا - یہہ باتیں میں نے تمسے کہیں تا کہ تم مجھ میں آرام پاؤ -

خداوند مسیح بیابان کے ایک بڑے چٹان کی مانند ہے جس کی پناہ میں ہم ایام تکلیف و مصیبت میں بھاگ سکتے ہیں اور امن و امان پا سکتے ہیں - زمانہ قدیم کے ایک نبی نے ایک کلام جس سے کل راز منکشف ہو جاتا ہے کہا - تو اُسے جس کا دل تجھ پر ہے کامل آرام میں رکھیگا کیونکہ اُس کا بھروسہ تجھ پر ہے - خداوند یہوواہ پر ہمیشہ بھروسہ رکھو کیونکہ وہ ابدی چٹان ہے یعنے وہ چٹان جو قدیم زمانوں سے ہے ہم ان باتوں کے معنوی اشارے شاذ و نادر انسانی دوستی میں دیکھتے ہیں - کہیں کہیں کوئی آدمی پایا جاتا ہے جو اُن کے واسطے جو اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں مثل زمانوں کے چٹان کے ہے - جب اور دوست الگ ہو جاتے ہیں تو وہ برقرار ثابت قدم و راست رہتا ہے - اس پر تمہارا ہمیشہ اعتبار ہے تم اپنی کمزوری و خطرے میں اُس کے پاس جاتے اور قوت و پناہ حاصل کرتے ہو - اُس کی محبت مثل بہار کی گرمی کے افسردہ دل کی ڈنک غم کی آہ خوف زدہ افسردہ چوٹ کو جو چھبتے اور چھیدتے ہیں اور خشکی و فکر کو جو دل کو افسردہ اور خوف زدہ اور تاریک کر دینے میں تخفیف کرتی ہے - اُس کی حاضری میں تاریک شئ روشن نظر آتی ہے اور کتنا ہی بوجھ کے نیچے دبے کیوں نہو تم اُسے ملنے کے بعد آسانی سے اُٹھا کر لیجا سکتے ہو - اُس کی محبت کے فضا میں تمہارے دل کے زخم کو آرام ملتا ہے - ایسے انسانی محبت کا راز زندگی کی راحت اور سلامتی بخش قوت سے متعلق ہے وہ مضبوطی و پناہ و استقلال میں مثل چٹان کے ہے - یہہ صفت بذریعہ مصیبت و غم کے جس پر روح غالب آئے حاصل ہوتی ہے اِس دوست نے دُنیا کا مقابلہ کیا اور اُس پر غالب آیا آزمایا گیا اور کامیاب ہوا -

ایسی نایاب انسانی محبت میں ہمکو مسیح کا اشارہ جبکہ

---

* فٹ نوٹ کل تحریروں میں کشف الحقایق خاص کر شامل ہے اور اور یہہ کہ اُس کے چاروں نمبر و غیرہم - منہ

وہ اپنے شاگردوں کو یہہ کہتا ہے مجھ میں تم آرام پا سکتے ہو۔ وہ دُنیا کی تمام بُرائی پر غالب آیا اور دنیا کے وسیع ریگستان کے میدان پر جہاں طوفان چلتا اور گرمی ستاتی ہے کھڑا ہے۔ ہم سب بھاگ کر اُس میں پناہ پا سکتے ہیں۔ ہمارے زخم اُس سے آرام پاتے ہیں جب وہ آتا ہے رات دن ہو جاتی۔ بھاری سے بھاری بوجھ ہلکا معلوم دیتا اور مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔ دُنیا میں ہمارے واسطے مصیبت لیکن اُس نے دنیا کو فتح کیا ہے اور ہم اُس میں (مسیح) آرام پاتے ہیں۔ اس طور سے وہ ہمکو اپنے مشورے کی وجہہ بتلاتا ہے کہ خوش رہو۔

مسیح کے دوست بننے میں یہہ فائدہ ہے کہ وہ بلا لحاظ اپنی زندگی کی حالت کے خوش رہے فائدے سے فرض قایم ہوتا ہے۔ ہمکو ہمیشہ خوش رہنا چاہئے۔ اور لازم ہے کہ جہاں کہیں ہم جائیں اور جس موقع پر ہوں اپنے دل میں نغمے اور اپنے چہرہ پر خوشی کی روشنی لیتے جائیں +

تاہم حقیقت یہہ ہے کہ سب مسیحی ہر حالت میں خوش نہیں رہتے۔ بعض بمشکل تمام خوش رہتے ہیں۔ اور فی الواقعی ناخوش رہتے ہیں بعض جب ستارا بلندی پر ہوتا ہے اور دیگر حالات خاطر خواہ ہوتے ہیں تب خوش معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جبکہ ابر چھاتے اور طوفان اُٹھتے ہیں تو اُن کے چہرہ سے روشنی معدوم ہو جاتی ہے۔ گر خوش مزاجی ایک مسیحی فرض ہے تو لازم ہے کہ ہم اُسے سیکھیں۔ پس ہم مصیبت و تکلیف میں خوش رہنا کس طرح سیکھ سکتے ہیں +

ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ خوش دلی سیکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے وہ بذاتہ حاصل نہیں ہوتی۔ وہ خوش دلی جو بذاتہ حاصل ہوتی ہے وہ نہیں ہے جس کو ہمارا اُستاد حاصل کرنے کو فرماتا ہے۔ ہمکو مصیبت میں خوش رہنا چاہئے اور یہہ فی الحقیقت ایک قدرتی تجربہ نہیں ہے۔ اور نہ مسیحی خوشی جب ہم عیسائی ہوتے ہیں خدا کی طرف سے ایک سیدھی بخشش ہے۔ تمام عمدہ باتیں مسیحی تعلیم اور تربیت سیکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ خود یسوع نے فرمانبرداری کو اُن باتوں سے جو اُس نے تحمل کیں سیکھا۔ مقدس پولوس نے جبکہ وہ ضعیف ہو گیا اپنے بعض دوستوں کو ایک خط میں یہہ تحریر کیا کہ میں نے خوش رہنا اُن حالتوں سے سیکھا جن میں مبتلا رہا۔ یہہ خیال کرنا ہمارے واسطے تسلی کا باعث ہے کہ پولوس ہمیشہ اُس بات سے خوش نہوا کہ یہہ سبق مجھکو سیکھنا ضرور تھا اور اُس کے سیکھنے میں بہت سا وقت صرف ہوا +

ہم سبھوں کو عمدہ طور سے زندگی بسر کرنے کا سبق سیکھنا چاہئے۔ زندگی ایک مدرسہ ہے اور خدا ہمکو ہمیشہ نئے نئے سبق دیتا ہے۔ جارج میک ڈانلڈ صاحب فرماتے ہیں کہ تاوقتیکہ ایک شخص بلا اقبالمندی خوش رہنا نہ سیکھے اور اُس کے بغیر مسرت کو پورے طور پر حاصل نکرے تو یہہ بہتر ہے کہ خوشی و رنج دونوں مخلوط رہیں کیونکہ صرف خدا اُن کو مخلوط کرنا جانتا ہے۔ جب کوئی کام جو ناگوار طبیعت ہو ہمپر آ پڑے یا جب کسی رنج یا تکلیف میں ہم مبتلا ہوں تو ہم کو بھول نہیں جانا چاہئے کہ یہہ ہمارے لئے دوسرا سبق ہے۔ اگر وہ مشکل معلوم ہوتا ہے تو اس سے یہہ ثابت ہے کہ اس سبق کو ہمنے ابھی تک پورے طور پر نہیں سیکھا ہے۔ اگر خوش مزاجی حاصل کرنی ہمکو مشکل معلوم ہوتی ہے تو ہمکو نا اُمید نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُسے سیکھیں اگرچہ ایک عرصہ اُس میں لگ جائے +

اگر ہم اس سبق کو سیکھنا چاہتے ہیں تو ہمکو مسیح کے قول و قرار پر قایم رہنا چاہئے۔ وہ فرماتا ہے تم مجھ میں آرام پا سکتے ہو۔ ہم ہرگز کسی اور طرح سے آرام نہیں پا سکتے ہیں۔ اگر ہم فی الواقعی مسیح کی محبت کی واقفیت حاصل کر رہے ہیں تو ہم معلوم کرینگے کہ جس قدر ہماری بیرونی خوشی کم ہوتی جاتی ہے اُسیقدر اندرونی خوشی بڑھتی جاتی ہے۔ اس موقع پر پھر انسانی محبت اللہ تعالی کے پہچاننے کی مدد کرتی ہے۔ تم اپنے کسی دوست کے ساتھ برسوں تک بے تکلف برتاؤ رکھتے ہو اور ہر روز کچھ نہ کچھ نئی اشفاق و خوشنمائی دیکھتے ہو۔ ابھی تک تم خوشی اور بہرہ مندی کی حالت میں تھے۔ ایک دن تم کو رنج و غم آ گھیرتا ہے اور اس نئی حالت میں تم اپنے دوست کی محبت میں ایسی ایسی صفت پاتے ہو جو تم نے کبھی پہلے اُس میں نہیں دیکھیں تمہاری تکلیف کے سبب ہمدردی زمانی اور تسکین کی عمدہ باتیں جو کہ ابھی تک اُس کی زندگی میں چھپی تھیں نمودار ہوتی ہیں۔ یہہ الٰہی محبت پر راست آتا ہے۔ کہ ہم کبھی اُس کی عمدہ باتیں تاوقتیکہ غم کے سایہ میں داخل نہوں معلوم نہیں کر سکتے۔ ہمارے بڑے اُستاد نے کہا ہے مبارک وے ہیں جو غمگین ہیں۔ یہہ واقعی ایک عجیب کلام خوشی ہے۔ لیکن اُن لوگوں کے واسطے جنہوں نے اُس کا مطلب پا لیا ہے بالکل عجیب نہیں ہے۔ بہتیری عمدہ دلپسند و تسلی بخش برکتیں ہیں جن کو ہم حاصل نہیں کر سکتے تاوقتیکہ غمگین نہوں۔ اگر ہم ۲۴ گھنٹہ سورج برابر چمکتا ہے تو ہم ستاروں کو نہ دیکھ سکینگے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی کل زندگی میں اندھیری رات کے آسمان کو ایک بار بھی بجائے رونق دار چرخ کے نہ دیکھے تو اُس کیلئے بڑی [illegible] کی بات ہوگی اُسوقت ہم کہہ سکتے ہیں مبارک ہے وہ وقت جبکہ سورج غروب ہوتا اور اندھیاری چھاتی ہے کیونکہ تب ہی ہم آسمان کے ستاروں کو دیکھ سکتے ہیں +

دُنیاوی خوشی کی جھلک ہماری نگاہوں سے ہزاروں برکتیں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے تاوقتیکہ ہمارے گرد رنج و غم نہ ہو چھپا لیتی ہے۔ اور یہہ ہماری زندگی میں سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ اگر ہم اِن برکتوں کو نہ پائیں۔ بائبل شریف میں سیکڑوں ایسے الفاظ ہیں جو دنیاوی خوشی کے وقت بے رونق اور بے معنی معلوم دیتے ہیں لیکن جب رنج آ گھیرتا ہے تو مانند ستاروں کے روشن و چمکیلے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر تم غمگین نہو تو الٰہی تسلی کی تمکو کوئی ضرورت نہیں۔ اور ابھی تک بائبل شریف کا ایک بڑا حصہ تمہارے لئے بند پڑا ہے کیونکہ اُسکا بڑا تسلی بخش جزو اُن لوگوں کے واسطے ہے جو مصیبت میں گرفتار ہیں۔ لیکن جبکہ غم ہوتا ہے تو یہی الفاظ مثل رات کے تاروں کے جو دن کے وقت نگاہ میں نہیں آتے چمکتے ہیں۔ اس طور پر ہم اُس مشہور آیت کا مطلب کہ مبارک وے جو غمگین ہیں کیونکہ وے تسلی پائینگے کچھ سمجھتے ہیں۔ ہم بعضی بعضی خوشیوں کو کھو دیتے ہیں لیکن گمشدہ خوشیوں کی روشنی میں جو ہماری نظر سے پوشیدہ تھیں اور دوسری خوشیاں پاتے ہیں +

جہاں دُنیا کی بتیاں صرف جگمگاتی روشنی دیتی تھیں وہاں



آسمان کا چراغ چمکتا ہے جہاں کہ انسانی چہرہ سلیم الطبع جمال میں چمکتا تھا وہاں اب مسیح کا چہرہ ہم پر الٰہی اشتیاق سے نظر کرتا ہے۔ جہاں کہ ہم ایک انسانی بازو کو جو اکثر کانپتا اور آخرکش ٹوٹ جاتا تھامے تھے وہاں ہم اُس کے عوض میں ایک دائمی بازو پاتے ہیں ٭

اس طور سے جب ہم مسیح میں چلتے ہیں تو اُس کی محبت کی روشنی جوں جوں دُنیاوی خوشی مرجھاتی جاتی ہے عیاں ہوتی جاتی ہے۔ جتنا زیادہ دُنیاوی غم ہو اُتنی ہی الٰہی تسلی ہو تاکہ ہم ہر قسم کے غم و مصیبت میں خوش رہیں اگر ہم مستقل طور پر اپنی معمولی زندگی کی اچھی اور جلیل باتوں پر غور کر کے تربیت حاصل کریں تو خوش مزاجی کا سبق سیکھنے میں ہم کو بڑی مدد مل سکتی ہے۔ چند ایسے اشخاص ہیں جن کی آنکھیں معلوم ہوتی ہیں کہ صرف ناپسندیدہ باتوں کے لئے بنی ہیں۔ وہ اپنے روزمرہ کے راستہ کو بالکل ناہموار اور دشوار گذار پاتے ہیں۔ وہ ایک دم سے معلوم کر جاتے ہیں اور اپنی زندگی کے ہر ایک ناپسندیدہ باتوں کو ایزاد دیکھتے ہیں۔ وے اپنی تمام غم آلودہ تجربہ کاریوں کو جو اُنہوں نے حاصل کیں یاد رکھتے ہیں۔ وے اپنے دل کی دیوار پر کل گذشتہ خوشی اور مرجھائی ہوئی اُمید کی تصویر رکھتے ہیں۔ وے ہیرے کی کنی سے اپنی کھڑکیوں کے آئینہ پر آزمایش مصیبت اور بدبختی کا سرگذشت جو اُنہوں نے اُٹھایا لکھتے ہیں۔ مگر برعکس اس کے وے سب نعمتوں کو بھول جاتے ہیں ٭

عیسائیوں میں شاید کوئی اور عادت بمقابلہ ناپسند بات یاد رکھے اور مرغوب بات بھول جانیکے زیادہ رایج نہوگی اور نہ کوئی دوسری عادت ایسی ہے جو خوشی کے لئے زیادہ مضر ہو۔ وہ جو خوش رہنا چاہتا ہے ضرور ہے کہ اس عادت کو اگر یہہ اُس کی زندگی کا خاصہ ہو گیا ہے چھوڑ دے اور سیکھے اور اپنے آپ کو تربیت کرے تاکہ اُس کی نگاہ ہمیشہ عمدہ باتوں پر رہے اور اُسکی آنکھیں ناپسندیدہ باتوں کی طرف سے بند ہو جائیں۔ سچ یہہ ہے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہزاروں دلپسند باتیں یعنے نعمات خوشی تسلی و دیگر مسرت بخش باتیں بمقابلہ ایک ناپسندیدہ بات کے جو واقعی ناخوشی کا سبب ہو پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہہ بہت شرم کی بات ہے اگر تھوڑی سی سختی مصیبت یا تکلیف ہمارے ہزار دل برکت کی خوشی کو مثل اُس بے سُر آواز کے جو خوشنما تال اور سُر کو بگاڑ دیتی ہے برباد کر ڈالے۔ ہم کو سیکھنا چاہئے کہ ہم اپنی زندگی پر اس طور سے نگاہ ڈالیں کہ ہم اُس میں بالعوض بدبختی اور بیقراری کے خوشی اور عمدگی حاصل کریں۔

اگر کوئی دو شخص ایک ہی مکان کی ایک ہی کھڑکی کی طرف ایک ہی چیز پر نگاہ کریں تو وے ایسے متفرق طور پر منظر پر غور کریں گے کہ ایک ناخوش اور بیقرار ہو جائیگا اور دوسرا خوشی کے مارے گانے لگیگا ٭

ایک مسیحی عورت کی بابت ایک پُرتربیت قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نئے احاطہ میں جس کا منظر خوشنما اور دلپسند نہ تھا جا رہی ہے۔ ایک معمولی عورت کے لئے یہہ جگہ جاڑے کی برف اور گرمی کی تپش اور بارش کی شدت کے لئے ایک ادنیٰ آڑ تھی۔ ایک دن ایک صاحب اُس کے دوست تشریف لائے اور اُس خوش مزاج بی بی نے اُسے کہا کہ اُس کھڑکی سے دیکھو کہ کیا خوشنما دکھلائی دیتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہاں میں بہت سے دودکش اور مکانوں کے پس پشت دیکھتا ہوں۔ عورت نے کہا۔ میں نے دودکش اور مکانوں کے پس پشت قبل اس کے یعنے اُن کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ لہلہاتے اور تازہ درختوں کو جو آسمان کے گھیرے پر ایسی خوبصورت قطار بناتے ہیں اور شفق کو اس کھڑکی سے دیکھتی تھی۔ اس عورت نے خوشمزاج رہنے کا ایک بھید سیکھا تھا۔ اُس نے اپنی عادت کا میلان کھڑکی کی راہ بجائے دودکش کی سیاہ چوبی اور سیلے محرابوں اور بدوضع مکانات کے پس پشت کے سبز درختوں اور شفق کیطرف رجوع کیا تھا۔ اس عادت کے باعث تمام دُنیا اُس کو خوشنما معلوم ہوتی تھی۔ اور جہاں پر نظر کرتی حسن اور خوبصورتی دیکھتی۔ اس کی آنکھیں ناپسندیدہ منظر سے جیسے بعض لوگ ہر کہیں خواہ گلزار۔ یا تصویر خانہ دیکھتے ہیں نقص

جس شخص نے بدوضع اشیا میں بھی خوبصورتی کا نقش اور بدی میں بھلائی۔ دل شکنی میں تسلی۔ تکلیف دہ باتوں میں تشفی سیکھی ہے خوشمزاجی کا ایک بہت ہی درست اور مفید بھید حاصل کیا ہے۔ خوشمزاجی کا دوسرا بھید اس طریقے میں۔ جس میں ہم آس پاس کے لوگوں سے اپنا تعلق کر لیتے میں پایا جاتا ہے۔ بہت لوگ ہیں جو اوروں کے افعال سے دلگیر رہتے ہیں اور حافظ شیراز کے کلام کی طرف بھول کر بھی توجہ نہیں کرتے ؎ عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت۔ کہ گناہ دگرے بر تو نخواہند نوشت۔ بُرے باتیں جو اوروں کی نسبت سُنتے ہیں اُن کی رنجش کا باعث ہوتی ہیں۔ اور اُن کو جو منسوب کے وصف اور سہو و خطا یکے دہ ہوتے ہیں۔ اُن کو پڑوسیوں کی ناگوار حرکات یعنے روش ناپسندیدہ نقص تعظیم و تکریم و تمسخر و بداخلاقی جو اُن کے بے پروائی برتاؤ میں دیکھتے ہیں بہت تکلیف دیتی ہے۔ فی الواقع ہم جو کچھ اپنے ہمسائیوں کی زندگی پر گذرتا دیکھتے ہیں اس سے لاپرواہ نہیں رہ سکتے۔ ایک زود محسوس پر جو کچھ کہ اس کی زندگی میں گذرتا ہے اثر ہوتا ہے۔ ہر خاندان میں والدین کے واسطے اولاد خوشی کا باعث ہوتی ہے یا رنج کا۔ وہ لوگ جن سے ہمارا تعلق برادرانہ یا دوستانہ ہے ہماری ازدیاد خوشی کا موجب ہوتے ہیں یا رنج کا۔ ایک ہمدرد شخص بہتوں کے رنج یا دلی بوجھ کو اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ ایک طریقہ پریشانی لاتا ہے۔ اور دوسرا خوشمزاجی بڑھاتا ہے اگر اوروں پر عیب جوئی اور نکتہ چینی سے اُن کے قصور ظاہر کرنے اور عیب لگانے اور سخت گوئی پر نگہہ رکھیں تو ہم محض اپنے آپ کو پریشان کرتے ہیں۔ اور بجائے حسن سلوک کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن اگر ہم دوسروں پر مسیح کی آنکھوں سے دیکھیں تو اُن کی وہی باتیں جن سے ہم کو تکلیف اور غم پہنچتا تھا نئے نئے ذریعے ہماری خوشی اور برکت کے ہو جاتے ہیں۔ چارلس کنگس لی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے کچھ نہ کچھ سیکھ سکتا ہے اگر کچھ نہیں تو یہہ ضرور سیکھ سکتا ہے کہ اپنے پڑوسی کی برداشت کرے تاکہ دونوں قایم رہیں۔ بلاشبہہ یہہ ایک سبق ہے۔ آدمی اس لئے بنائے گئے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے واسطے فضل کے باعث ہوں۔

ہماری امداد اُن کی رفتار و گفتار سے ہونی چاہئے۔ بعضوں کی خوبیاں اور عمدہ چال چلن اُن کی باتوں سے سیکھنا چاہئے۔ ان سے ہم اپنا عیب سیکھتے ہیں۔ دوسرے اشخاص بذریعہ ہماری ہمدردی کے ہماری مدد کرتے ہیں۔ وہ ہمارے خیال اور فکر کو توجہ دلاتے ہیں۔ اُن کو مدد درکار ہے۔ اُن کے لئے ہمکو بوجھ اُٹھانا واجب ہے۔ وے غمگین ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اُنہیں تسلی دیں۔ وہ مفلسی یا تکلیف میں مبتلا ہیں اور ہمکو اُن کے لئے خود انکاری کرنا جائز ہے۔ وہ برکت جو ہم اُن سے حاصل کرتے ہیں بے پایاں ہے۔ ہر ایک انسانی رنج یا کمزوری جو ہم سے استمداد کرتی ہے۔ ایک اعلیٰ کام کرنے کا جس سے ہم مسیح کے ہم شکل بنتے ہیں ایک جدید موقع ہے۔ ہمارے سب نئے نئے بار تردد جو خودکشی جاں نثاری یا مروت کے مقتضی ہوتے ہیں اپنے ساتھ ہمارے لئے ایک نئی برکت بشرطیکہ ہم اُس کے پابند ہوں پیدا کرتے ہیں۔ ہم اوروں کی حالت میں بے لطفی اور سہو و خطا اور گناہ پاتے ہیں۔ لیکن اس موقع پر بھی ہم اپنی مدد اپنی رفتار و گفتار سے اگر ہم اپنا تعلق اُن سے مناسب طور پر کر لیں کر سکتے ہیں۔ ہم کو ان سے موقع ملتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہمدردی اور بردباری کو عمل میں لائیں اور اچھی سے اچھی محنت گرے ہوؤں کے اُٹھانے میں کریں۔ مسیح اُس راز سے جس سے وہ سب متعلقین سے خوشیاں حاصل کرتا تھا واقف تھا۔ فی الحقیقت اُس کو اُن عمدہ باتوں سے جو دوسروں میں پاتا تھا خوشی حاصل ہوتی تھی۔ یہہ ایک راز ہے جسے ہم بھول جاتے ہیں بہتیرے ایسے ہیں جو دوسروں کی خوبی یعنے زندگی اور چال چلن کی اعلیٰ بات اور اُن کے عمدہ کام پر جو وہ کرتے ہیں دیکھ کر حسد کرتے ہیں۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ انسان میں یہہ صفت کہ وہ اوروں کی عمدہ اور اعلیٰ بات اور اُن کی کامیابی کی ترقی پر نازاں ہو بہت مشکل سے پائی جاتی ہے۔ مسیح ہر ایک شخص کی زندگی کی اعلیٰ بات سے محظوظ ہوتا تھا۔ پھر وہ مصیبت اور غمزدوں سے بھی خوشی حاصل کرتا تھا۔ ہم ان الفاظ کو امعان نظر سے نہیں سمجھ سکتے جو ہم کو بتلاتے ہیں۔ ہماری کمزوریاں اپنے اوپر لے لیں اور ہماری بیماریوں کو سہا۔ غم تکلیف اور گناہ اسکی ہمدردی اور دردمندی کو جوش دلاتے تھے۔ تاہم یہہ مصیبت کی تجربہ کاریاں جب وہ انکی جو مصیبت میں مبتلا تھے مدد کرنے میں کوشش کرتا اور ان کو برکت دیتا خوشی کا باعث ہوگئیں *

باقی آیندہ

مترجم

اے۔ پیٹرسن۔ ہیڈ ماسٹر مشن سکول۔ مجیٹھہ

واقعات اور رائیں

مولوی رجب علی صاحب پر "وکر صاحب" کا حملہ

اخبار نورافشاں مطبوعہ ۱۳ اگست میں مضمون "استفسار" پڑھ کر تعجب ہوا کہ یہہ کون بزرگ "وکر" ہے جس نے ہمارے مولوی رجب علی صاحب پنجابی الخ کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ اگر وکر صاحب موصوف کے حالات سے ذرا بھی واقفیت رکھتے تو بیدردی سے وار نکرتے۔ رجب علی صاحب مدت مدید سے مسیحی المذہب ہیں۔ علاقہ اودہ میں مدت تک پرچر رہے۔ پنجاب میں فن اخبار نویسی جن ایام میں گھٹنوں کے بل چل رہا تھا آپ شاہسوار میدان مانے جاتے تھے۔ وکیل ہند اور سفیر ہند جیسے نامی اخبارات کو آپ نے ایسی قابلیت سے چلایا کہ ابتک اخباروں کے شائقین آپ کو راجہ علی کہا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ زمانہ کی گردش کے لپیٹ میں آکر آپکو پنجاب چھوڑنا پڑا۔ آپ جب تک یہاں رہے "پادری" کے معزز لقب سے ملقب تھے۔ لیکن جب سے حیدرآباد دکن میں ہجرت فرمائی اوصاف اضافی پرسنیدا ہیں۔ آجکل الفضل ایزدا آنریبل منسٹر آف دی ہولی گاسپل ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اخبار کشف الحقایق کی اڈیٹری کے فرایض میں ہمارے دائم المریض مولانا حسام الدین صاحب کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ طرز تحریر آپکا بالکل نرالے ڈھنگ کا ہے۔ اگر رجب علی صاحب ہمکو معاف فرمائیں تو ہم کہیں گے کہ زمانہ بدل گیا لیکن آپکی تحریر کا ڈھنگ ایسا ہی رہا..... کہاں آپ کی ایشیائی مبالغہ آمیز تحریریں اور کہاں آجکل کی سے دندانِ تو جملہ در دہانند * چشمانِ تو زیرِ ابرو انند کی صدائیں جن میں گل کو محض گل پکارنا ہی ہنر سمجھا جاتا ہے۔ مولوی صاحب آپ ناراض نہوں۔ آجکل لفظوں کے انبار مانوس نہیں۔ ہر ایک پبلک۔ "ما قلّ و دلّ" کی عاشق ہے۔ یہہ طرز سخن مغربی لٹریچر نے ملک کو سکھایا ہے جس سے افسوس ہے کہ آپ بہرہ ور نہیں ہیں۔ اس لئے یہہ کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ نورافشاں کے نامہ نگار وکر صاحب اور ان کے ہمخیال آپکے الفاظ پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ جس اکھاڑے کے پہلوان آپ ہیں اُس کے قدرشناس اب نہیں رہے ؎ آں قدح بشکست و آں ساقی نماند۔

وکر صاحب کی لفظی نکتہ چینیوں پر کوئی رائے دینا اس جھگڑے کو ناحق طول دینا ہے۔ لیکن اُن کے آخری ریمارک پر ہمارا بھی صاد ہے۔ قصہ میراں بائی کو درج سوانح عمری کرکے مولوی صاحب نے داڑھی سے موچھیں بڑھادیں۔ اور جن حالات کو آپ لکھنے بیٹھے تھے اُن کی نسبت ناواقفیت کو اس قصہ کی آڑ میں چھپانے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے پنجابی صاحب بڑے فلاسفر مزاج تو ہیں ہی۔ خیالات کی بھول بھلیوں میں پڑکر کہیں کے کہیں نکل گئے۔ آپ کا جملہ معترضہ حشو کا ایک عجیب طومار تھا اور مضمون کے منقطع رشتہ کو آپ نے اُستادانہ ہاتھ سے نہیں باندھا۔ مولوی صاحب! ہم پنجابی لوگ فنِ تحریر میں بچے ہیں اور آپ کی تحریروں کو اُستاد کی تحریریں سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سادہ راست اور مختصر طور پر لکھنا سکھائیے *

(طفلِ نوخیز)

سالانہ جلسہ بورڈنگ ہاؤس متعلقہ چرچ مشن سکول مجیٹھہ

کل بروز بدھ وار ۱۱۔ اگست ۱۸۹۶ء کو بوقت ۵ بجے شام کے مدرسہ ہذا کے صدر کمرہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جناب پادری

سی- کلارک صاحب- ایم- اے منیجر مدرسہ ہذا امرتسر سے تشریف لائے اور دیگر رؤسا معزز اصحاب وممبران کمیٹی نے شامل جلسہ ہوکر رونق افزائی فرمائی- تمام شرفائے کی رائے سے جناب پادری صاحب ممدوح میر مجلس قرار پائے- قبل از افتتاح جلسہ صدر مجلس صاحب نے ایک عمدہ تقریر کے بعد اپنی مسرت کا اظہار فرمایا اور جلسہ ایک انگریزی گیت سے (تمام قوموں سے جز و کر خداوند بادشاہ نہی) جوکہ ہارمونیم کے ساتھ گایا گیا شروع ہوا بعد اس کے علی بخش طالب العلم مڈل تھرڈ کلاس نے جلسہ کا عنوان انگریزی نظم میں جس میں مدرسہ کے گذشتہ سال کی ترقی اور سردار دیال سنگھ صاحب رئیس اعظم وجاگیردار مجیٹھہ کی اس نازک موقع پر پرستی اور امداد کا ذکر پڑھ سنایا- بعد اس کے کہر سنگھ متعلم جماعت مذکور نے ایک اردو نظم جس میں دنیا کی ناپایداری اور ثمرات کا تذکرہ تھا بہت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھ کر سنائی بعد ازاں اول مڈل کے دو طلبہ سنت سنگھ اور نور محمد نے ایک انگریزی نظم بہت خوبی اور خوش الحانی سے باجے کے ساتھ گا کر سنائی- گو نظم زبان غیر میں تھی اور بچے بہت کم سن تھے- مگر ان کی خوش لحن اور پسندیدہ طرز سے حاضرین جلسہ نہایت محظوظ ہوئے- دیگر طلبہ نے بھی اردو و انگریزی نظم سنائی باہم علمی گفتگو ہوئی- آخر ش سردار بشن سنگھ صاحب رسالدار رئیس وجاگیردار قصبہ ہذا نے شراب کی مذمت میں ایک مؤثر اور دلچسپ لیکچر دیا جس میں از روئے شاستر وگرنتھ صاحب ثابت کیا کہ شراب ایک گناہ کبیرہ اور ام الخبائث ہے- بعدہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہاؤس نے رپورٹ گذشتہ سال سنائی اور حسن انتظام کی بابت تقریر کی- پھر منشی نور محمد صاحب مختار عام سردار دیال سنگھ صاحب کا خط جو وہ ایک کار ضروری کے سبب شامل جلسہ ہونے سے معذور تھے- ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ ہذا نے پڑھ کر سنایا- جس میں مدرسہ مخالف اور مدرسہ ہذا کی تعلیمی حالت کا مقابلہ کر کے دکھلایا کہ اس مدرسہ کی تعلیم مدرسہ مخالف سے کہیں بہتر ہے- ساتھ اس کے ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف نے ایک تقریر درباره فوائد بورڈنگ ہاؤس بیان فرمائی- بعد اس کے جناب پریذیڈنٹ صاحب بہادر نے ایک مدلل اور عمدہ تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس ملک میں اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ مشنری صاحبان عوام الناس کے فواید کیواسطے مدارس اور دیگر کاموں پر روپیہ صرف نہیں کرتے بلکہ ذاتی فائدہ یعنی مذہب عیسوی کی ترقی کے واسطے خرچ کرتے ہیں- درحقیقت اور دیگر مذاہب کے دشمن ہیں اور لوگوں کو عیسائی بنانے کے واسطے طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں- اس قدر خیال تو درست ہے کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ اور لوگ بھی اس خوشی اور امید کے وارث بنجاویں جسکے ہم ہیں- مگر ہم کسی کے دشمن نہیں بلکہ دوست ہیں- اور محض ان کی دینی اور دنیاوی فوائد کے واسطے طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتے اور روپیہ صرف کرتے ہیں- تب ایک راگ (ملکہ سلامت ہو-) ہارمونیم کے ساتھ گایا گیا- اور پھر تمام طلبا اور شرفا صحن مدرسہ میں جمع ہوئے حاضرین جلسہ کی پان اور میٹھے پانی سے خاطر داری کی گئی اور طلبا نے ڈریل اور جمناسٹک دکھا کر حاضرین کو خوش کیا- آخر ش پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر عمائد کے واسطے ہار اتارے گئے- اور طلبا کو مٹھائی تقسیم ہو کر جلسہ برخاست ہوا +

قادیانی الہام کی قلعی کھلنے پر ہے-

ماہ گذشتہ کے آخر میں مرزا قادیانی کا ایک چیلہ عبدالحمید نام امرتسر میں ڈاکٹر کلارک صاحب کی خدمت میں گیا اور اپنے تئیں متلاشی ظاہر کیا- نام اپنا بدلکر رلیا رام رکھا اور بٹالہ کا باشندہ ظاہر کیا- اس شخص کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ملازموں کو شبہہ گذرا کہ اس کی خون آلودہ آنکھوں کے پردہ میں کوئی خونی راز پنہاں ہے- آخر اس شخص نے ظاہر کیا کہ میں مرزا قادیانی کی طرف سے ڈاکٹر کلارک صاحب کو قتل کرنے کے لیئے آیا ہوں- یہہ بیان اس نے خود بخود تحریری طور پر پیش کیا- ڈاکٹر صاحب نے اس کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب امرتسر کی خدمت میں باضابطہ کردی- جہاں سے مرزا کے نام چالیس ہزار کی ضمانت کا وارنٹ جاری ہوا- لیکن چونکہ ضلع غیر تھا اس لیئے بعد میں منسوخ کیا گیا- گذشتہ منگل یعنے بتاریخ ۱۱ ماہ حال کو اول پیشی بعدالت ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور بمقام بٹالہ ہوئی جس میں ڈاکٹر کلارک صاحب نے نہایت صفائی اور خوبی کے ساتھ یہہ ثابت کیا کہ بلحاظ مرزا صاحب کی تحریرات اور خیالات کے عبدالحمید مخبر کا بیان درجہ یقین تک پہنچتا ہے- بعد سماعت مرزا صاحب کو ایک دن کی مہلت دی گئی کہ اپنی صفائی پیش کریں کہ کیوں زیر دفعہ ۱۰۷ ان سے حفظ امن کی ضمانت نہ لی جاوے- مرزا صاحب نے بذریعہ دو وکیلوں کے ڈاکٹر کلارک صاحب اور ان کے گواہوں پر بروز جمعرات جرح شروع کی- ڈاکٹر صاحب کی طرف پنڈت رام بھج صاحب دت امرتسری وکیل ہیں جو آریہ سماج کے ممبر اور نہایت لائق اور فہیم شخص ہیں- دوسرے روز ۱۳ کو بھی جرح ہوتی رہی- اور بعض دیگر امور کے متعلق ڈاکٹر صاحب کے گواہ پیش ہوئے- اب تاریخ سماعت مقدمہ ۲۰ اگست مقرر کی گئی ہے اور گورداسپور میں پیشی ہوگی- اول ڈاکٹر صاحب کے چند گواہ پیش ہو کر مرزا صاحب کا بیان لیا جاویگا- اس مقدمہ کے متعلق عجیب جوش پھیلا ہوا ہے- اگر امرتسر یا لاہور میں ہوتا تو شاید اخباروں کے رپورٹروں کو اندر جانے کی اجازت ہوتی مگر بوجوہات چند مجسٹریٹ صاحب نے کل کاروائی پرائیویٹ رکھی ہے- اس مقدمہ کے دوران میں کئی اور مقدمات کا سراغ ملنے کی امید کیجاتی ہے- آئندہ جو کاروائی ہوگی- اس کی اطلاع دیجائیگی- (بٹالوی)

بٹالہ

آجکل اس مقدمہ کا ذکر خاص وعام کی زبان پر ہے جو ڈاکٹر کلارک صاحب بالقابہ نے مرزا قادیانی کے خلاف دائر کیا ہے اس مقدمہ کا مختصر بیان فی الحال ارسال خدمت ہے- ہفتہ رواں میں تین روز خوب زور وشور سے ڈاکٹر صاحب موصوف

اور اُن کے گواہان کا بیان ہوا اور جرح کی گئی ہے۔ ابتک چند گواہان باقی ہیں پھر مرزا صاحب کا بیان لیا جائیگا۔ آیندہ ۳۰ تاریخ سماعت کے لئے مقرر کی گئی ہے +

ہفتہ گذشتہ میں کسی دیوی کے بھگت نے زبان کاٹکر دیوی صاحبہ کی نذر کردی۔ کہتے ہیں کہ زبان بالکل درست ہوگئی ہے یہہ بھی روایت ہے۔ کہ دیوی کچھ ناراض ہوگئی اس لئے زبان کا جوڑ ٹھیک نہ بیٹھا پھر دوسری دفعہ لگائی گئی۔ مدعا یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسیطرح دیوی ماتا کو خوش کرکے بارش علاقہ میں برسائی جائے۔ مگر اس میں سخت ناکامیابی ہوئی۔ ناکامیابی عوام کے لئے۔ کیونکہ زبان کاٹنے والے کی تو پانچوں گھی میں رہیں۔ بہت سے جاہلوں نے نقد اور زیور کی نذریں چڑہائیں۔ اب سنتے ہیں کہ ایک شخص نے امرتسر میں زبان کاٹی ہے۔ یہہ بھی روپیہ وصول کرنے کا اچھا ڈہنگ ہے +

اُدھر دیوی کے بھگت اڈا چھوڑکر اپنے گھر کو گئے۔ اور ادھر مینہہ برسنا شروع ہوا۔ موجودہ ضرورت کے موافق اچھی بارش ہوگئی ہے۔ برسات کے جل تھل تو نظر نہیں آتے لیکن فصل کی حالت عمدہ ہے +

چند روز سے ایک تھیٹریکل کمپنی کا منڈوا مشن سکول کے متصل تیار ہورہا ہے قحط سالی کے ایام میں یہہ کوڑھ میں کھاج نہیں تو اور کیا ہے +

مخالف آریا سکولوں کی حالت ردی ہورہی ہے۔ یقین ہے کہ چند ماہ تک بالکل صفایا ہوجائیگا +

عام تعطیلوں کے ایام ہیں۔ بہت تھوڑے سیحی نظر آتے ہیں۔ شہر کی منادی کا حال نہایت ابتر ہے۔ کوئی سرگرم اور لائق کارندہ ایسے بڑے شہر کے لئے مقرر ہونا چاہئے +

(نامہ نگار)

\+ + + + + +

\+ + + +

\+ + +

مُلکوں اور شہروں کی مُختصر خبریں

لنڈن۔ اگست ۱۱۔ اخبار ٹائیمس کا کارسپانڈنٹ مقیمہ ایتھنز بیان کرتا ہے کہ طاقتہائے یورپ نے یونان کو آگاہ کردیا ہے کہ بالجبر تھسلی کو خالی کرنے سے روپیہ کی کمی کے باعث اپنی ناقابلیت ظاہر کی ہے مگر تاوان کی پہلی قسط پانے پر خالی کرنا شروع کریگا +

یونان نے جواب دیا ہے کہ وہ غیر ممالک سے ہی قرضہ لینے سے روپیہ جمع کرسکتا ہے +

وہ کہتا ہے کہ یہہ قرضہ اُسی صورت میں لیا جاسکتا ہے کہ یونان کو اجازت دیجائے کہ وہ براہ راست قرضخواہوں سے خط وکتابت کرے +

مدراس اگست ۱۱۔ اس صوبہ میں امدادی کام میں ....۹۰ آدمیوں کی کمی ہوئی ہے +

لنڈن اگست ۱۲۔ ابوحمید کی تسخیر کے وقت اہل قلعہ کا شمار ایک ہزار سے زیادہ تھا +

درویش کمانڈر اور بہت سے سوڈانی قید کئے گئے ہیں اور بہت سا گولہ بارود اور ہتھیار لئے ہیں۔ صرف ۲۰۰ درویش بچے ہیں۔ مصریوں کا نقصان ۱۸ مقتول اور ۶۱ مجروح ہوئے +

خلیفہ مہدی کی فوج کو مدد دے رہا ہے۔ مقام متمہ میں دریا کے دونوں کنارے محفوظ کئے گئے ہیں +

لنڈن۔ اگست ۱۴۔ وہ شکل جو تاوان جنگ کی ادائگی کی نسبت درپیش ہے اُس سے عہد وپیمان میں دیری ہورہی ہے +

لنڈن ۱۶۔ اگست۔ اخبار ٹائیمس بیان کرتا ہے کہ لارڈ الگن نے امیر کابل کے نام سخت شکایت لکھی ہے اس واسطے کہ جدید سرحدی جنگ میں افغانوں کے فرقے شامل ہوئے ہیں۔

الہ آباد۔ اگست ۱۶۔ اخبار پاینیر بیان کرتا ہے کہ اگر یہہ بات بنائی جاوے کہ امیر کابل کا رخ ہماری شمالی سرحد کے معاملے میں کوئی ضروری تعلق نہیں رکھتا تو یہہ کسیقدر خلاف واقع نظر پڑتی ہے +

امیر کابل کے پاس سرکار ہند کی عام رائے کا حال جنرل غلام حیدر اور اُن فرقوں کی کارروائی کی نسبت جو کابل کے ماتحت ہیں اور اُس کی رعایا میں پہنچ چکا ہے +

شہادتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانی افسروں نے ملاؤں کی روداری کی جنہوں نے ان لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے۔ علاوہ اس کے لال پورہ اور جلال آباد کے اضلاع کے سپاہیوں کا شبقدر میں موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس ہنگامے کی بنیاد دینی جنون سے بڑہکر ہے +

کراچی اگست ۱۷۔ افواہ ہے کہ امیر کابل کیساتھ جنگ کی خبر کے سبب سے تمام رضاعین بند کی گئی ہیں +

لنڈن۔ اگست ۱۸۔ اُس گفتگو میں جو بال گزٹ کے وکیل اور امیر کابل کے یورپ کے جنرل ایجنٹ کے درمیان ہوئی ایجنٹ موصوف نے کہا کہ جہاں تک مجھکو علم ہے امیر کے ایجنٹوں کا شملہ اور بمبئی سے واپس بلا لیا جانا کسی پولیٹکل خیال سے بالکل نہیں کیا گیا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ امیر کابل کا باغی فرقوں سے سازش کرنے کا خیال بالکل بے بنیاد ہے اور محض ڈر پیدا کرنے کے لئے اڑایا گیا ہے +

لنڈن اگست ۱۸۔ اخبار ٹائیمس اپنے ایک لیڈنگ آرٹیکل میں کہتا ہے کہ امیر کابل کے عذر خواہی کے بیانات قابل تسکین نہیں ہیں اور امیر کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ سمجھ لیوے کہ آخر ہمارے صبر کی کوئی حد بھی ہے +

مالاکنڈ اگست ۱۸۔ مقام لنڈا کائی میں لڑائی ہوئی دشمن کا شمار دو ہزار اور تین ہزار کے درمیان تھا۔ اس جنگ میں لفٹنٹ ملکین اور لفٹنٹ گریوز مارے گئے اور کپتان پامر اور کرنل ایڈمس زخمی ہوئے۔ دشمنوں کا نقصان ۱۰۰ تھا +

مضامین مفید المبتدین

سوالات مورخہ ۹ جولائی کے جوابات

نام اشیاء	نام کتاب	ابواب	آیات
(۱) سوال- مرے ہوئے کتے-	۱ سموئیل	۲۴	۱۴
گرگابیاں-	غزل الغزلات	۷	۱
بارتول کلہاڑی-	۱ سلاطین	۶	۷
دیگیں-	۲ سلاطین	۲۵	۱۴
بتیس ہزار رتھ-	۱ تواریخ	۱۹	۷
ہاتھی دانت کے پلنگ-	عموس	۶	۴
دانت کی صفائی-	عموس	۴	۶
خشخاش-	ہوسیع	۱۰	۴
حجام کا استرا-	حزقی ایل	۵	۱
جیسی ماں ویسی بیٹی-	حزقی ایل	۱۶	۴۴
انجیر کا پہلا پکا ہوا پھل-	ہوسیع	۹	۱۰
ایک صاف کلاہ-	زکریا	۳	۵

۲ س- وہ کونسا طومار تھا جو اڑتا تھا- اُس کی لمبائی اور چوڑائی بتاؤ +

۲ ج- دیکھو زکریاہ ۵ باب ۲ و ۳ آیت- اُس کی لمبائی بیس ہاتھ اور چوڑائی دس ہاتھ +

۳ س- سات برس تک کس کا دل بدلا ہوا رہا +

۳ ج- بنوکدنضر بادشاہ کا- دیکھو دانیل ۴ باب ۲۸ آیت سے ۳۴ آیت تک +

۴ س- نسل عمالیق کا آخر شخص کون تھا- اور کیا کرنے چاہتا تھا +

۴ ج- ہمداتا کا بیٹا ہامان تھا دیکھو آستر ۳ باب ۸ آیت سے ۱۱ تک- وہ مردکی اور تمام یہودیوں کو مروانے چاہتا تھا- آستر ۷: ۹ +

۵- س- سلیمانی ہیکل کا بڑا انجنیر کون شخص تھا؟

۵- ج- سلیمان تھا- دیکھو- پہلی تواریخ ۲۲ باب پہلی آیت و ۶ آیت +

۶- س- مسیح کس طرح خدا کا بیٹا ہے +

۶- ج- دیکھو- متی ۳: ۱۷ آیت اور متی ۱۷: ۵- آیت اور لوقا ۳: ۲۲ آیت- مرقس ۱: ۱۱ آیت اور لوقا ۱: ۳۵ آیت وغیرہ کے پڑھنے سے ثابت ہو جائیگا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے +

۷- س- ابیام بادشاہ کی ماں کا کیا نام تھا-

۷- ج- ابیام بادشاہ کی ماں کا نام معکہ تھا جو کہ ابی سلوم کی بیٹی تھی- دیکھو ۱ سلاطین ۱۵: ۲ +

۸- س- کون شخص اس قدر رنجیدہ ہوا کہ مرنے چاہتا تھا اور کس بات سے رنجیدہ ہوا-

۸- ج- یوناہ اس قدر رنجیدہ ہوا- دیکھو یوناہ ۴: ۸ و ۹ آیت لو چلنے کے باعث یہہ کیا +

۹- س- کن لوگوں کو اور کس نے بواسیر سے مارا-

۹- ج- خدا نے اشدودیوں کو بواسیر سے مارا- دیکھو ۱ سموئیل ۵: ۹ +

۱۰- س- کتاب المقدس کو کس طرح خدا کا کلام ثابت کر سکتے ہیں-

۱۰- ج- اول یہہ کہ اس میں وہ باتیں درج ہیں جو کہ بجز خداوند مسیح کے اور کوئی نہیں جان سکتا- دوم یہہ کہ کتاب الہام سے لکھی گئی- جیسا کہ تمطاؤس ۲ باب ۱۶ و ۱۷- آیت اور ۲ پطرس ۱: ۲۱- تیسرے یہہ کہ خدا کا کلام نبیوں کی معرفت ظاہر ہوا- ۱ سلاطین ۱۷: ۸ و یرمیاہ ۴۴: ۱ و ۲ اور ۲: ۱ اور ۷: ۱- یرمیاہ ۱۸: ۱ اور ۲۱: ۱- اور ۳۴: ۴ اور ۱۳: ۳۸- اور ۲۹: ۳۰- وغیرہ اور حزقی ایل ۳۷: ۱۵ اور ۳۸: ۱ اور ۳۴: ۱- اور ۳۳: ۱ اور ۳۵: ۱- اور ۱۶: ۱ وغیرہ سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کتاب المقدس خدا کا کلام ہے +

۱۱- س- کس شخص نے آدمیوں کے درمیان آکے کہا کہ تم کب تک دو فکروں میں لٹکتے رہوگے-

۱۱- ج- ایلیاہ نے کہا دیکھو ۱ سلاطین ۱۸: ۲۱

۱۲- س- کس آدمی کا باپ ٹھٹھیرا تھا-

۱۲- ج- ۱ سلاطین ۷: ۱۳ و ۱۴- آیت- ۱۳ میں حیرام اور ۱۴ میں اس کا باپ قائم ہے حیرام کا باپ صور کا آدمی تھا اور وہ ٹھٹھیرا تھا-

الراقم
جیمس ڈیووٹس مہپتال کھڑر ضلع انبالہ

واضح ہو کہ تقریباً ۲۰ جگہہ سے ہمارے پاس جوابات آئے مگر پورے پورے صحیح اروڑا نام ایک لڑکا ہو سیالکوٹ کا اُس کے رہے۔ سو لازم ہے کہ اروڑا صاحب اڈیٹر صاحب کو اطلاع کرے جبکہ وہ انعام پا چکے- اور اُس کے پاس انعام روانہ کیا گیا۔

الاسکا کا جدید گورنر

الاسکا کے جدید گورنر کے حالات تعجب خیز ہیں- نیوارک شہر کی گلیوں میں آوارہ پھرنے والا لڑکا تھا- کسی سوسائٹی نے اُس کو اور کئی اور ایسے ہی لڑکوں کو انڈیانہ میں بھیجدیا تاکہ وہ کسی گھر میں پرورش پا کر ایسی حیوانی زندگی سے بچکر آدمی بن جاویں- جس ریل گاڑی میں یہہ سوار تھے- جب وہ ٹپٹن سٹیشن پر پہنچی تو ایک جج جان گرین نامی اُس گاڑی کے نزدیک آکر کہنے لگے کہ مجھ کو تو سب سے زیادہ بدشکل زیادہ پھٹے کپڑے- (چیتھڑے) پہنے ہوئے لڑکا جس کا کوئی بھی دوست نہو چاہئے- جھٹ "جیک" اُس کے سامنے کر دیا گیا- اِس جج کو اُس کی اُمید اور درخواست سے زیادہ دیا گیا کیونکہ اُس نے لڑکے کو دیکھتے ہی لینے سے انکار کیا- مگر آخر کش راضی ہوا جب یہہ لڑکا سکول بھیجا گیا تو ایسا اچھا نکلا کہ وہ ہارورڈ کالج میں داخل ہوا اور انگلستان میں علم الہی کی تحصیل کے لئے بھیجا گیا- امریکا واپس آنے پر وہ الاسکا میں مشنری ہو گیا جہاں پر علاوہ اپنے دینی کام کے اُس نے

اُس علاقے کے حالات سے ایسی واقفی حاصل کی کہ گورنمنٹ کئی مرتبہ نقشجات کے مرتب کرنے میں اُس کی معلومات سے مدلی حتیٰ کہ ہیرین صاحب کی علداری میں وہ اُس علاقہ کا کمشنر مقرر کیا گیا۔ اب جان گرین ہیڈ ہی الاسکا علاقہ کا گورنر ہے۔ ایسے واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم کسی یتیم لڑکے یا بے نوجوانوں کو مدد کا ہاتھ دیتے ہیں تو ہم کو یہہ خبر نہیں ہوتی کہ اس کے کیا کچھ نتیجے ہونگے۔ بسا اوقات مہربانی کرنے والے نے ایسا کرنے سے بڑی برکتیں حاصل کی ہیں۔ کون جانتا ہے کہ اس جدید قحط کا نتیجہ یہہ ہی نکلے کہ بہت سے یتیم جان گرین ہیڈ سی نکلیں اور بہت سے مہربان جواب مہربانی کر رہے ہیں۔ جج جان گرین کی سی برکتیں حاصل کریں +

سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ اول اڈیٹوریل نوٹس

سالی سے ظاہر ہوئی کہ کوئی ہم سے اپنے واسطے نہیں جیتا اور کوئی اپنے واسطے نہیں مرتا۔ روم ۱۴: ۷۔ انجیل میں یہہ ہدایت پائی جاتی ہے کہ خوشوقتوں کے ساتھہ خوشوقت رہو اور رونے والوں کے ساتھہ روؤ۔ روم ۱۲: ۱۵۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک دو سال سے پنجاب اس انجیلی ہدایت پر عمل کر رہا ہے اور اُن رونے والوں کے ساتھہ جو ممالک مغربی شمالی اور ممالک متوسط میں بستے ہیں رو رہا ہے۔ البتہ پنجاب کے لوگوں نے برضائے خود یہہ نہیں کیا مگر ریلوں کی زبردستی سے۔ تاہم جو ہوا سو اچھا ہوا اور ہمیں یقین ہے کہ جس طرح یہی ممالک دل و جان سے ہندوستان کے فاقہ کشوں کے ساتھہ روتے ہیں اور اناج اور روپیہ کے دینے سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ زبردستی سے نہیں بلکہ خوشی سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اُسی طرح پنجاب کے لوگ بھی خداوند مسیح سے حقیقی ہمدردی سیکھیں گے اور جان لینگے کہ دُنیا کے تمام لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ہماری مدد کے مستحق ہیں +

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ ...	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری - اے - ایچ - یوئنگ صاحب اڈیٹر و منیجر نورافشاں کیواسطے - امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائلی کے اہتمام سے چھپا